روزنامہ **الفضل** ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۲۴۹ . رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۶۲ ہفتہ ۶ شوال ۱۴۱۴ھ ' ۱۹ - امان ۱۳۷۳ ہش ' ۱۹ - مارچ ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قول و فعل میں رضاباری تعالیٰ مدنظر رکھنی چاہئے

الفاظ بیعت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے۔ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ بظاہر یہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اس کامفہوم کس قدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ' ہر حرکت و سکون میں اس امر کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہ قول و فعل اور حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں؟

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی۔ مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا۔ جو ابدالاباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔ اس مصیبت کی گھڑی میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۴۹)

دعا اور کوشش کو پھل ضرور لگتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

خدا کے سپرد کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ذمہ داری خدا پر پھینک دے۔ اور جب یہ سوال پیدا ہو کہ تمہاری کوششوں کو پھل نہیں لگ رہے تو آدمی بڑی بے زاری سے یا بے تعلقی سے یہ کہدے کہ جی! میں نے جو کرنا تھا کر لیا' آگے اللہ کی مرضی۔ یہی بات کہ اللہ کی مرضی اور اللہ کا اختیار ایک صوفیانہ عشق کے ساتھ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اور ایک نہایت گستاخانہ بیہودہ طریق پر بھی بیان کی جاتی ہے۔ بات ایک ہی ہوتی ہے مگر اس کے نتائج بالکل مختلف نکلتے ہیں۔ وہ لوگ جو خدا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی محبت میں پگھل کر یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک ہے جب چاہے گا دے گا اور ہم اس کی رضا پر ہر حال میں راضی ہیں یہاں تک کہ وہ نہ بھی دے گا تب بھی راضی ہیں۔ اس بات میں ایک غیر معمولی جذب پایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے بعض عظیم الشان کام دکھاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض دعائیں اس اظہار کے نتیجہ میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ انسان کے دل کی کیفیت تو وہی رہتی ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ لیکن بعض دفعہ انسان ایک دکھے ہوئے دل کے ساتھ انتظار کرتے ہوئے کہ میری دعائیں قبول ہوں گی۔ ہوں گی۔ ہوں گی۔ آخر یہ سوچتا ہے کہ کیوں نہیں ہوئیں۔ اس وقت دل بڑی پختگی کے ساتھ اس سارے مضمون پر غور کرتا ہے اور آخری نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ میں راضی ہوں۔ میرے اندر کوئی فتور نہیں ہے اور خدا کے حضور اپنے دل کی کیفیت اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ اس وقت یہ بات دعا بن جاتی ہے اور عظیم الشان جذب کی طاقت رکھتی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کی طاقت رکھتی ہے لیکن ایک بد تمیز آدمی جس کو کہا جائے کہ جی آپ کے سپرد یہ کام کیا تھا۔ یا آپ نے ابھی یہ کام کیا نہیں تو وہ کہے کہ جی میں نے جو کرنا تھا کر دیا۔ آگے میرا کام نہیں نتیجہ نکالنا۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اس بات میں بڑی سخت بد تمیزی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ یعنی وہ سمجھتا ہے کہ میں نے تو پورا کامل کام کیا اس میں کوئی نقص نہیں چھوڑا اور نہیں نکلتا تو خدا ذمہ دار ہے۔ میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ یہ بالکل اور مضمون ہے۔ اس مضمون سے ایسا بھاگیں جیسا کوڑھی سے بعض لوگ بھاگتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کو ہلاک کرنے والا مضمون ہے۔ اس لئے (ایمان والا) جہاں توکل رکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ میری دعا کو ضرور پھل لگے گا وہاں پھل میں دیر ہونے کی صورت میں اپنے عیوب تلاش کرتا ہے۔

(از خطبہ فرمودہ ۸- نومبر ۱۹۹۱ء)

☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ محترمہ مبارکہ صدیق صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ محمد صدیق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا فیصل آباد میں پتے کا آپریشن ڈاکٹر ولی محمد صاحب ساغر نے کیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے موصوفہ کو محفوظ رکھے اور جلد شفا عطا فرمائے۔

اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کیلئے درخواست دعا

مقدمہ ساہیوال کے پانچ اسیران کی رہائی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں یاددہانی کی جاتی ہے۔

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بنا دے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح الفضل اور انصار اللہ کے اسیران کی رہائی کیلئے دعاؤں کو قبول فرمایا ہے اسی طرح ان اسیران پر بھی رحم کرے جن کی اسیری اب دسویں سال میں داخل ہو چکی ہے۔

خیرات کر اب ان کی رہائی مرے آقا
کشکول میں بھر دے جو مرے دل میں بھرا ہے

طالب علم کا اعزاز

○ مکرم میر مقبول احمد ابن مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب استاذ جامعہ احمدیہ جو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کے فائنل ائر کے طالب علم ہیں' نے نمایاں کامیابی کے ساتھ FMGEMS امتحان کے دونوں حصے پاس کر لئے ہیں۔

اس امتحان کو پاس کرنے کے بعد طالب علم موصوف امریکہ اور بعض دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بطور ڈاکٹر کام کر سکتے ہیں اور مزید تعلیم بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

موصوف نے پارٹ ون ۹۲ء میں ۸۵/۱۰۰ سکور کر کے پاس کیا جبکہ ابھی وہ سال چہارم کے طالب علم تھے اور پارٹ ٹو ۹۳ء میں ۷۷/۱۰۰ سکور کر کے پاس کیا ہے جبکہ ابھی فائنل ائر کو شروع ہوئے صرف دو ماہ گزرے تھے۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان کو آئندہ بھی مزید نمایاں کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغاسیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۱۹ - امان ۱۳۷۳ ہش ۱۹ - مارچ ۱۹۹۴ء

مشعل راہ

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں :۔

○ دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں۔ اور روح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ وبکاء اور خشوع وخضوع ہو اور یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں پیدا ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔

○ تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ "عبادت" اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک ہوں اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلق کے اور کچھ نہ ہو۔

○ کوئی کفّارہ مفید نہیں اور کوئی طریق ایسا نہیں جو گناہ سے پاک کر سکے۔ بجز اس کامل معرفت کے جو کامل محبّت اور کامل خوف کو پیدا کرتی ہے۔ اور کامل محبت اور کامل خوف یہی دونوں چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں۔ کیونکہ محبت اور خوف کی آگ جب بھڑکتی ہے تو گناہ کے خس وخاشاک کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ اور یہ پاک آگ اور گناہ کی گندی آگ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتیں۔

○ شرک تین قسم کا ہے اول یہ ہے کہ عام طور پر بت پرستی' درخت پرستی وغیرہ کی جاوے۔ یہ سب سے عام اور موٹی قسم کا شرک ہے۔ دوسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے کہ فلاں کام نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا یہ شرک ہے تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شے سمجھا جاوے۔ موٹے شرک میں تو آج کل اس روشنی اور عقل کے زمانہ میں کوئی گرفتار نہیں ہوتا البتہ اس مادی ترقی کے زمانہ میں شرک فی الاسباب بہت بڑھ گیا ہے۔

○ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے' اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔

مضطرب ہو کر دعا کی آپ نے
بھائیوں جیسی وفا کی آپ نے
آپ سب کے' ہم سبھی ممنون ہیں
رابطہ کی ابتداء کی آپ نے

ابوالاقبال ۹۴-۳-۷

○

مجھ ایسے کو دیکھ کے سارے لوگ ہوئے حیران
سوچ رہے تھے میرے جرم کی کیسے ہو پہچان

میں نے جب ان کو بتلایا دین ہے میرا جرم
ان کے دل میں جاگ اٹھا اک غیرت کا ہیجان

دل والوں سے پوچھ کے دیکھو یہ ہے کیسی ریت
اندر باتیں ہو سکتی تھیں باہر ہے چپ چان

پہلوں پر بھی ہاتھ اٹھا کر سب نے منہ کی کھائی
مجھ پر جو بھی ہاتھ اٹھائے وہ ہوگا نادان

مجھ میں اور تم میں تفریق ہے فطرت کی تذلیل
کیا انسان سے کم تر ہوتا ہے کوئی انسان

ساری دنیا ایک ہی نقطہ پر ہوگی مرکوز
تم مانو نہ مانو میرا تو ہے یہ ایمان

آؤ مجھ سے بات کرو اور کھل کر بات کرو
دل میں کب تک رک سکتا ہے باتوں کا طوفان

مجھ کو گالی دے لیتے تو میں رہتا خاموش
مجھ پر ڈاکہ ڈال کے تم نے لوٹ لیا ایمان

مجھ کو آج نسیم ملے گا کس کس سے انصاف
سچی بات کے کہہ دینے کا ہے کس میں امکان

نسیم سیفی

سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ امتیازی تعلق قائم ہونا چاہئے کہ ہر ضرورت کے وقت اور ہر خوف سے بچنے کی خاطر سب سے پہلے دھیان خدا تعالیٰ کا ذہن میں آئے اور بعد میں اسباب کی طرف متوجہ ہو۔ اسباب کی طرف طبیعت متوجہ ہونے کے متعلق یہ نکتہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ ہمارا خدا تمام کائنات کا خدا ہے روحانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اور جسمانی دنیا کا بھی وہی خدا ہے اس لئے اس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ دعا اصل ہے مگر جو ذرائع اس نے بنائے ہیں جو اسباب کی دنیا اس نے تخلیق فرمائی ہے اس دنیا سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

قطعات کی بہار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے جانے کا سُن کے خوش ہیں
جبھی تو اک شور سا بپا ہے
ہمارے کردار نے یقیناً
ہر ایک پر اِک اثر کیا ہے

۹۴-۳-۷

انصاف تو اندھا ہوتا ہے، منصف کی آنکھیں ہوتی ہیں
قانون کی بیجا سختی پر وہ رحم کے آنسو روتی ہیں
دھبے ہیں بہت سے انسانی قانون کے روشن چہرے پر
منصف کی آنکھیں کوشش کر کے ان دھبّوں کو دھوتی ہیں

۹۴-۳-۷

قابلِ تعمیل ہونا چاہئے ہر قاعدہ
اور ہر قانون میں ہو منطقی روحِ عمل
یہ نہ ہو تو زندگی کا رُخ بدل دیتے ہیں لوگ
شیطنت پر ہر شریر انسان جاتا ہے مچل

۹۴-۳-۷

خدا کا فضل ہے نُورٌ علیٰ نُور
ضمانت ہو گئی ہے اپنی منظور
ہو جس دل میں دعاؤں کی تمنا
خدا سے وہ نہیں ہوتا کبھی دُور

۹۴-۳-۷

آپ نے کی اور کروائی دُعا
ساری دُنیا میں چلا یہ سلسلہ
مضطرب دل، آنکھ سے آنسو رواں
ہچکیوں کو بھی خدا نے سُن لیا

۹۴-۳-۷

ملنگی اور ملتانی کی خدمت
بھلائے سے نہ بھولے گی کسی کو
حوالاتوں میں ایسے لوگ اکثر
بنا دیتے ہیں آساں زندگی کو

۹۴-۳-۷

آپ کے خط حوالات میں بھی ملے
سلاخوں کے اندر بھی غُنچے کِھلے
اگرچہ کوئی روزن و در نہیں
نہیں پھر بھی بیرک سے شکوے گِلے

۹۴-۳-۷

حوالاتیوں کو سلام و دُعا
حفاظت کرے ان کی میرا خُدا
نہ لائے انہیں پھر حوالات میں
دکھا دے انہیں دین کا راستہ

۹۴-۳-۷

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتہ الرشید شوکت - کینیڈا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد لقب حجۃ الاسلام تھا غزالی کے نام سے مشہور ہوئے بعض کے نزدیک طوس کے ایک گاؤں غزالہ کے رہنے والے تھے اس لئے غزالی کہلائے۔ امام صاحب ۴۵۰ھ میں طابران میں پیدا ہوئے۔ خراسان کے اضلاع میں ایک ضلع کا نام طوس ہے اس میں دو شہر ہیں طابران اور طوقان۔ امام صاحب کے والد تعلیم سے محروم رہ گئے تھے اپنی وفات سے قبل انہوں نے امام صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالی کو اپنے ایک دوست کے سپرد کیا اور کہا کہ میرے ان دونوں بیٹوں کو تعلیم دلائی جائے تاکہ میری جہالت کا کفارہ ہو جائے ان کے مرنے کے بعد اس بزرگ نے امام صاحب کو تعلیم دلانی شروع کی۔ ابتدائی مراحل طے کرائے لیکن چند روز کے بعد تعلیم کا کوئی سامان نہ رہا امام صاحب کے والد جو رقم مصارف تعلیم کے لئے دے گئے تھے وہ ختم ہو چکی تو اس بزرگ نے امام صاحب سے کہا کہ تمہارے والد کا سرمایہ ختم ہو چکا ہے اور میرے پاس کچھ مال و متاع نہیں اس لئے تم دونوں بھائی کسی مدرسے میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ امام صاحب نے ان کے حکم کی تعمیل کی اس زمانے تک اگرچہ باقاعدہ مدارس بہت کم تھے لیکن خانگی درسگاہیں نہایت کثرت سے تھیں بڑے بڑے نامور اور آئمہ فن اپنے گھروں پر یا مساجد میں تعلیم دیتے تھے اور جس قدر طلبہ ان کے حلقہ درس میں تعلیم پاتے تھے ان کے ہر قسم کے مصارف کا بندوبست شہر کے امراء رؤسا کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ اس بناء پر کوئی شخص گو کیسا ہی کم مقدور ہو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔

ابتدائی تعلیم اور اس کا طریقہ امام صاحب نے فقہ کی ابتدائی کتابیں احمد بن محمد رازکانی سے پڑھیں۔ یہ بزرگ امام صاحب کے شہر ہی میں مقیم رہے اور یہیں درس دیتے تھے اس کے بعد امام صاحب نے جرجان کا قصد کیا۔ اور امام ابو نصر اسماعیلی کی خدمت میں علم کی تحصیل شروع کی۔ اس زمانے میں درس کا یہ قاعدہ تھا کہ استاد مطالب علمیہ پر جو تقریر کرتا تھا شاگرد اس کو قلمبند کرتے جاتے تھے اور نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتے تھے۔ امام صاحب نے ان یادداشتوں پر مشتمل تعلیقات کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا چند روز کے بعد وطن واپسی پر راہ میں ڈاکہ پڑا تو امام صاحب کے پاس جو کچھ سامان تھا سب لٹ گیا اس میں وہ تعلیقات بھی تھیں جو امام ابو نصر نے لکھوائی تھیں۔ امام صاحب کو اس کے لٹنے کا نہایت صدمہ تھا۔ چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور کہا کہ میں اپنے اسباب اور سامان میں سے صرف اس مجموعہ کو مانگتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اسی کے سننے اور یاد کرنے کے لئے یہ سفر کیا تھا۔ وہ ہنس پڑا اور کہا کہ "تم نے خاک سیکھا جب کہ تمہاری حالت ہے کہ ایک کاغذ نہ رہا تو تم کورے رہ گئے" یہ کہہ کر اس نے وہ کاغذات واپس دے دیئے۔

امام صاحب پر ایک قزاق کے طعنے کا اثر امام صاحب پر اس کے طعنہ آمیز فقرے نے ہاتف غیبی کی آواز کا اثر کیا۔ چنانچہ وطن واپس پہنچ کر وہ یادداشتیں زبانی یاد کرنی شروع کیں یہاں تک کہ پورے تین برس صرف کر دیئے اور ان مسائل کے حافظ بن گئے۔

نیشاپور کا سفر اور امام الحرمین کی شاگردی
اب امام صاحب کی تحصیل علمی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ معمولی علماء ان کی تشفی نہیں کر سکتے تھے اس تکمیل علوم کے لئے وطن سے نکلنا چاہا اس زمانے میں اگرچہ تمام ممالک اسلامیہ میں علوم و فنون کے دریا بہہ رہے تھے ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک قصبہ مدرسوں سے معمور تھا بڑے بڑے شہروں میں سینکڑوں علماء موجود تھے اور ہر عالم کی درسگاہ بجائے خود ایک مدرسہ تھا۔ لیکن ان سب میں دو شہر نیشاپور اور بغداد علم و فن کے مرکز تھے جہاں دو بزرگ استاد الکل امام الحرمین اور علامہ ابواسحاق شیرازی درس دیتے تھے۔ نیشاپور چونکہ قریب تھا اس لئے امام صاحب نے وہیں کا قصد کیا۔

امام غزالی کا نائب مدرس مقرر ہونا
اس زمانے میں نامور علماء کے ہاں معمول تھا کہ ان کے درس دینے کے بعد شاگردوں میں جو سب سے زیادہ لائق ہوتا وہ باقی طالب علموں کو درس دیتا تھا اور استاد کے بتائے ہوئے مضامین کو اچھی طرح ذہن نشین کراتا تھا۔ یہ منصب جس کو حاصل ہوتا اس کو معید کہتے تھے۔ امام غزالی کو بھی یہ منصب حاصل ہوا اور وہ معید کہلائے۔ امام الحرمین نے ۴۷۸ھ میں وفات پائی۔

امام غزالی کا نیشاپور سے نکلنا امام غزالی نے جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے امام الحرمین کی زندگی ہی میں شہرت عام حاصل کر لی تھی اور صاحب تصنیف ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ امام الحرمین ان پر ناز کرتے تھے تاہم جب تک امام الحرمین زندہ رہے ان کی صحبت سے الگ نہ ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد نیشاپور سے نکلے اور اس شان سے نکلے کہ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا اس وقت ان کی عمر ۲۸ برس تھی۔

نظام الملک کے دربار میں پہنچنا
خاندان سلجوقیہ کے فرمانروا ملک شاہ کے وزیر نظام الملک نے ایک طرف تو سلطنت کو وہ رونق اور وسعت دی کہ خلفاء کے بعد کبھی نہیں ہوئی تھی۔ دوسری طرف تعلیم و تدریس کو یہ ترقی دی کہ تمام ممالک اسلامیہ میں چپہ چپہ پر مکاتب اور مدارس قائم کئے۔ نظام الملک خود صاحب علم و فضل تھا اور اہل فضل و کمال کا بہت بڑا قدر دان تھا۔ اس قدر دانی اور پایہ شناسی نے اس کے دربار کو اہل کمال کا مرکز بنا دیا تھا۔ امام غزالی نے درسگاہ سے نکل کر نظام الملک کے دربار کا رخ کیا چونکہ ان کی علمی شہرت دور دور پہنچ چکی تھی۔ نظام الملک نے نہایت تعظیم و تکریم سے ان کا استقبال کیا۔ اس وقت فضیلت و کمال کے اظہار کا جو طریقہ تھا علمی مناظرات تھے۔

علماء سے مناظرہ امام غزالی نظام الملک کے دربار میں پہنچے تو سینکڑوں اہل کمال کا مجمع تھا۔ نظام الملک نے مناظرہ کی مجلسیں منعقد کیں۔ متعدد جلسے ہوئے اور مختلف علمی مضامین پر بحثیں رہیں۔ لیکن ہر معرکہ میں امام صاحب ہی غالب رہے اور اس کامیابی نے امام صاحب کی شہرت کو چمکا دیا۔ نظام الملک نے ان کو نظامیہ کے مسند درس کے لئے انتخاب کیا امام صاحب کی عمر اس وقت ۳۴ برس سے زیادہ نہ تھی اس عمر میں نظامیہ کی مدرسی کا حاصل کرنا ایک ایسا فخر تھا جو امام صاحب کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ نظامیہ کے قیام کی تاریخ اور اس کے حالات میں صرف اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ اس کی مدرسی کا منصب ایسا عظیم الشان رتبہ تھا۔ کہ بڑے بڑے اہل کمال نے اس کی آرزو میں عمریں صرف کیں اور دل کی یہ حسرت دل میں ہی لے گئے۔

دار الخلافہ میں امام صاحب کا اقتدار و اثر غرض امام صاحب جمادی الاولیٰ ۴۸۴ھ میں بڑی عظمت و شان جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے اور نظامیہ کی مسند درس کو زینت دی۔ تھوڑے ہی دن میں ان کے علم و فضل کا یہ اثر ہوا کہ ارکان سلطنت کے ہمسر بن گئے۔ اس زمانے میں اسلام کے جاہ و جلال کے دو مرکز تھے۔ خاندان سلجوق اور آل عباس۔ امام صاحب دونوں دربار میں نہایت محترم تھے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی فرمائش سے ایک کتاب تصنیف کرنا ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدر باللہ نے وفات پائی اور خلیفہ مستظہر باللہ عہدہ خلافت کے لئے پیش کیا گیا تو اس کی بیعت میں اور تمام اراکین سلطنت کے ساتھ امام غزالی بھی شریک تھے۔ مستظہر نہایت علم دوست اور قدر دان تھا اس لئے امام صاحب سے خاص قسم کا ربط رکھتا تھا۔ فرقہ باطنیہ نے جب بہت زور پکڑا تو خلیفہ مستظہر باللہ نے امام صاحب کو حکم بھیجا کہ ان کی رد میں کتاب لکھیں چنانچہ امام صاحب نے خلیفہ ہی کے نام پر اس کتاب کا نام مستظہری رکھا۔

امام صاحب کے وعظوں کا مجموعہ
آپ کا علمی پایہ یہ تھا کہ ان کے درس میں تین سو مدرسین اور سو امراء اور رؤسا حاضر ہوتے تھے درس کے علاوہ خود وعظ بھی فرماتے تھے۔ یہ وعظ بھی درحقیقت علمی لیکچر ہوتے تھے۔ چنانچہ ان وعظوں کو شیخ ساعد بن الفارس المعروف بابن اللبان قلمبند کرتے جاتے تھے اس طرح ایک سو تراسی وعظ قلمبند کئے گئے جن کا مجموعہ دو ضخیم جلدوں میں تیار ہوا۔ امام صاحب نے اس مجموعہ پر نظر ثانی کی اور اس مجموعہ نے مجالس غزالیہ کے نام سے شہرت پائی۔

امام صاحب کے مذہبی خیالات کا انقلاب امام غزالی بغداد پہنچے تو وہاں موجود ہر ایک فرقہ اور اہل مذہب سے ملے اور ان کے خیالات دریافت کئے ان مختلف فرقوں کے ساتھ ملنے جلنے سے امام صاحب پر جو اثر ہوا ان خیالات نے ان کی زندگی کا قالب بدل دیا۔ اس وقت چار اہم فرقے متکلمین، باطنیہ، فلاسفیہ، صوفیہ تھے انہوں نے ہر ایک کے علوم و عقائد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحقیقات شروع کی سب سے آخر میں تصوف کی طرف توجہ کی اس فن میں جنید، شبلی، بایزید بسطامی کے ملفوظات کو دیکھا لیکن چونکہ یہ فن دراصل عملی فن ہے اس لئے صرف علم سے کچھ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ زہد و ریاضت اختیار کی جائے۔ ان واقعات سے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ بغداد سے نکل جانا چاہئے ان ترددات میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ زبان رک چلی۔ درس دینا بند ہو گیا۔ رفتہ رفتہ ہضم کی قوت جاتی رہی آخر طبیبوں نے علاج سے ہاتھ اٹھا لیا اور کہدیا کہ ایسی حالت میں علاج کچھ سود مند نہیں بالآخر آپ نے سفر کا ارادہ کر لیا۔ علماء اور ارکان سلطنت نے نہایت الحاح کے ساتھ روکا۔ لیکن آپ سب کو چھوڑ چھاڑ کر شام کی طرف روانہ ہوئے امام صاحب جس حالت میں بغداد سے نکلے عجب ذوق اور وارفتگی کی حالت تھی۔ پُر تکلف اور قیمتی لباس کی بجائے بدن پر کمبل تھا۔ اور لذیز غذاؤں کے بدلے ساگ پات پر گذران تھی۔

دمشق کا قیام اور مراقبہ و مجاہدہ
غرض بغداد سے نکل کر شام کا رخ کیا اور دمشق پہنچ کر مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہو گئے روزانہ یہ شغل تھا کہ جامعہ اموی کے غربی مینار پر چڑھ کر دروازہ بند کر لیتے اور سارا سارا دن مراقبہ اور ذکر و شغل کیا کرتے۔ دو برس تک دمشق میں قیام رہا زیادہ وقت مجاہدہ و مراقبہ میں گذرا تاہم علمی اشغال بھی ترک نہیں ہوئے۔ جامع اموی جو دمشق کی گویا یونیورسٹی تھی اس کے غربی زاویہ میں بیٹھ کر ہمیشہ درس دیا کرتے تھے۔ امام صاحب نے تصریح کی ہے کہ خلوت اور ریاضت کا طریقہ میں نے تصوف کی کتابوں سے سیکھا تھا۔ چونکہ یہ علم کتابوں سے نہیں آتا اس لئے ضرور کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو گی تمام مورخین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ امام صاحب شیخ ابو علی فارمدی (فضل بن محمد بن علی) سے بیعت کر چکے تھے۔

بیت المقدس پہنچنا دو برس بعد دمشق سے بیت المقدس کا رخ کیا۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ جب امام صاحب دمشق میں تھے تو ایک دن مدرسہ امینیہ میں تشریف لے گئے مدرس نے جو امام صاحب کو پہچانتا نہ تھا سلسلہ تقریر میں کہا کہ "غزالی نے یہ لکھا ہے" امام صاحب نے اس خیال سے کہ یہ امر عُجب اور غرور کا سبب ہو گا۔ اسی وقت دمشق سے نکل کھڑے ہوئے بیت المقدس پہنچ کر بھی یہ شغل رہا کہ صخرہ کے حجرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتے اور مجاہدہ کیا کرتے۔

حج و زیارت بیت المقدس کی زیارت سے فارغ ہو کر مقام خلیل گئے۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے۔ پھر حج کی نیت سے مکہ معظمۃ اور مدینہ منورہ کا قصد کیا مکہ میں مدت تک قیام رہا۔ اس سفر میں مصر و اسکندریہ بھی پہنچے۔ اور اسکندریہ میں مدت تک قیام رہا ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہاں سے یوسف بن تاشقین کے ملنے کے لئے مراکش جانا چاہتے تھے لیکن اسی اثناء میں یوسف کا انتقال ہو گیا اور اس ارادے سے باز آنا پڑا غرض دس برس متصل متبرک مقامات میں پھرتے رہے اکثر ویرانوں میں نکل جاتے اور چلّے کھینچتے۔

تین باتوں کا عہد ۴۹۹ھ میں جب مقام خلیل میں پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر تین باتوں کا عہد کیا۔ ا۔ کسی بادشاہ کے دربار میں نہ جاؤں گا ۲۔ کسی بادشاہ کا عطیہ نہ لوں گا۔ ۳۔ کسی سے مناظرہ اور مباحثہ نہ کروں گا۔ چنانچہ مرتے دم تک ان باتوں کے پابند رہے۔

احیاء العلوم کی تصنیف ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے احیاء العلوم اسی سفر میں تصنیف کی۔ اور دمشق میں کتاب مذکور کو ہزاروں شائقین نے خود انہیں سے پڑھا۔ کیونکہ دس برس کی مدت سفر میں ان کی حالت یکساں نہیں رہی۔ برسوں اگر ان پر جذب و محویت طاری رہی تو برسوں وہ سلوک کے عالم میں بھی رہے اور اس زمانے میں وہ ہر قسم کے علمی اشغال میں مصروف رہتے تھے۔ امام صاحب نے خود "منقذ من الضلال" میں لکھا ہے کہ حج کرنے کے بعد اہل و عیال کی کشش نے وطن پہنچایا حالانکہ میں وطن کے نام سے کوسوں بھاگتا تھا۔ وطن پہنچ کر میں نے عزلت اور خلوت اختیار کی لیکن زمانے کی ضرورتیں اور معاش کی تلاش میرے صفائے وقت کو مکدر کر دیتی تھی اور دل جمعی و اطمینان کا وقت جستہ جستہ ہاتھ آتا تھا۔ غرض اس بے تعلقی کے زمانے میں بھی امام صاحب کی یہ حالت رہی۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

نظامیہ نیشاپور میں دوبارہ تدریس
امام صاحب کو جس چیز نے بیاباں نوردی پر آمادہ کیا تھا وہ تحقیق حق اور انکشاف حقیقت کا شوق تھا۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ مجاہدات اور ریاضات نے قلب میں ایسی صفائی پیدا کر دی کہ تمام حجاب اٹھ گئے اور جس قدر شک و شبہات تھے آپ سے آپ جاتے رہے۔ انکشاف حق کے بعد امام صاحب نے دیکھا کہ زمانے کا زمانہ مذہب کی طرف سے متزلزل ہو رہا ہے اور فلسفہ و عقلیات کے مقابلے میں مذہبی عقائد کی ہوا اکھڑی جاتی ہے۔ تو یہ دیکھ کر عزلت کے دائرے سے نکلنے کا ارادہ کیا۔ حسن اتفاق کہ اسی زمانہ میں سلطان وقت فخر الملک بن نظام الملک کا حکم پہنچا کہ درس و افادہ کی خدمت قبول کیجئے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عقیدت سے نظامیہ نیشاپور کی مدرسی قبول کرنے کی درخواست کی یہ حکم اس قدر تاکیدی تھا کہ اگر امام صاحب انکار کرتے تو ناراضگی کی نوبت پہنچتی امام صاحب اب بھی متامل تھے اس لئے صوفی احباب سے مشورہ کیا سب نے عزلت چھوڑنے کی رائے دی۔ بہت سے مقدس لوگوں کو خواب میں القا ہوا کہ یہی امر خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ حدیث میں وارد ہے کہ خدا ہر صدی کے آغاز پر ایک مجدد پیدا کرتا ہے اتفاق سے پانچویں صدی کے آغاز کو ایک ہی مہینہ باقی تھا۔ غرض ۵۹۹ھ میں امام صاحب نے نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ میں مسند درس کو زینت دی اور پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو گئے۔

نظامیہ سے کنارہ کشی فخر الملک ۵۰۰ھ میں ایک باطنی کے ہاتھ سے شہید ہوا اور غالباً اس کی وفات کے چند ہی دن بعد امام صاحب نے عہدہ تدریس سے کنارہ کشی کر کے طوس میں خانہ نشینی اختیار کی۔ گھر کے پاس ہی ایک مدرسہ اور خانقاہ کی بنیاد ڈالی جہاں آخری وقت تک ظاہری و باطنی دونوں علموں کی تلقین کرتے رہے۔

امام صاحب کے حاسدین۔ امام صاحب کی مقبولیت عام جس قدر روز بروز ترقی کرتی جاتی تھی اُن کے حاسدوں کا گروہ بھی بڑھتا جاتا تھا۔ خصوصاً امام صاحب نے احیاء العلوم میں جس طرح تمام علماء اور مشائخ کی قلعی کھولی تھی۔ اس نے ایک زمانے کو ان کا دشمن بنا دیا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک گروہ کثیر نے مخالفت پر کمر باندھی اس زمانے میں خراسان کا فرمانروا سنجر بن شاہ سلجوقی تھا۔ اس خاندان کو امام ابو حنیفہ کے ساتھ نہایت عقیدت تھی۔ امام ابو حنیفہ کے مزار پر اول اسی خاندان نے گنبد اور روضہ تعمیر کرایا تھا۔

امام صاحب کی مخالفت امام صاحب نے آغاز شباب میں ایک کتاب "منخول" اصول فقہ میں تصنیف کی تھی جس میں ایک موقع پر امام ابو حنیفہ پر نہایت سختی کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ امام صاحب کے مخالفین کے لئے یہ ایک عمدہ دستاویز تھی۔ یہ لوگ سنجر کے دربار میں یہ کتاب لیکر پہنچے اس پر زیادہ آب و رنگ چڑھا کر پیش کیا اس کے ساتھ امام صاحب کی تصنیفات کے مطالب بھی الٹ پلٹ کر بیان کئے اور دعویٰ کیا کہ غزالی کے عقائد زندیقانہ اور ملحدانہ ہیں۔ سنجر خود صاحب علم نہ تھا کہ بدگویوں کی شکایتوں کا خود فیصلہ کر سکتا۔ جبہ و دستار والوں نے جو کچھ کہا اس کو یقین آگیا اور امام غزالی کی حاضری کا حکم دیا۔ امام صاحب عہد کر چکے تھے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں نہ جائیں گے ادھر فرمان شاہی کا بھی لحاظ تھا اس لئے مشہد رضا تک گئے اور وہاں ٹھہر کر سلطان کو زبان فارسی میں ایک مفصل خط لکھا۔ اس خط کو پڑھ کر سلطان امام صاحب کی زیارت کا مشتاق ہوا اور درباریوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں رو در رو باتیں کر کے ان کے عقائد و خیالات سے واقف ہوں لیکن مخالفین کے جھگڑوں کی وجہ سے سنجر نے یہی مصلحت سمجھی کہ امام صاحب کو سامنے بلا کر فیصلہ کر لیا جائے معین الملک کو جو وزیر اعظم تھا۔ امام صاحب کی طلبی کا حکم دیا۔ امام صاحب ناچار لشکر گاہ میں آئے اور معین الملک سے ملے۔ معین الملک بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا اور ان کے ساتھ سنجر کے دربار تک گیا۔ سنجر تعظیم کے لئے اٹھا اور معانقہ کے بعد سریر شاہی پر جگہ دی۔ امام صاحب ہر چند بڑے بڑے دربار دیکھ چکے تھے تاہم سنجر کے جاہ و جلال سے مرعوب ہوئے اور جسم پر رعشہ پڑ گیا۔ ایک قاری ساتھ تھا اس سے کہا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھو اس نے یہ آیت پڑھی۔ کیا خدا

باقی صفحہ ۶ پر

یاد رفتگان

مکرم سید سخاوت شاہ صاحب

بشیر الدین احمد سامی- لندن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم سید سخاوت شاہ صاحب .مفہ ہزارہ کے رہنے والے ایک دیندار گھرانے کے فرد تھے ان کے والد بہت سادہ کھرے اور اللہ لوک انسان تھے۔ سید سخاوت شاہ صاحب کو بچپن سے ہی دینی تعلیم کا شغف تھا۔ احمدیت سے قبل اپنے آبائی گاؤں کی ایک مسجد سے ان کا دل اٹکا ہوا تھا۔ یہ مسجد مولوی غلام غوث ہزاروی کی مسجد کہلاتی تھی۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں سید سخاوت شاہ صاحب کو پشاور جانے کا موقع ملا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ سال بہت ہنگامہ خیز تھا۔ یہ وہ ہنگامہ خیز دور تھا۔ جس میں سید سخاوت شاہ تعلیم اور ملازمت کی خواہش لیکر پشاور نکل آئے۔ کون نہیں جانتا یہ ہنگامے ہمیشہ ہی جماعت کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوئے ہیں۔ عوام الناس جن کو پہلے احمدیت کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ بھی ان ہنگاموں کے حوالہ سے احمدیت کا نام جان لیتے ہیں۔ اس طرح سنجیدہ طبع لوگوں اور نیک خصائل رکھنے والوں کے لئے احمدیت تک پہنچنے کے لئے ایک پھاٹک کھل جاتا ہے۔ انہی حالات میں سید سخاوت شاہ صاحب کے کان بھی احمدیت سے آشنا ہوئے۔ نیک طبع تھے، دیندار تھے، مخلص تھے، تعلیم کا شوق تھا۔ اس لئے احمدیت کے بارے میں جستجو کا شوق بڑھا سب سے ضروری بات جس کی طرف ان کی فراست نے رہنمائی کی وہ یہ رجحان تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی اصل کتب کو دیکھا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتاب غالباً براہین احمدیہ حاصل کرلی۔ مجھے خوب یاد ہے کہنے لگے کہ جب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب پڑھنے لگا۔ تو جہاں جہاں مجھے فقرات اپنے عقائد اور مزاج سے ہٹ کر نظر آتے۔ وہاں طبیعت میں ایک جوش اٹھتا تھا۔ غصہ آتا تھا۔ اور میں اپنے قلم سے اس فقرہ کو کاٹتا تھا۔ یہ تھا سید سخاوت شاہ صاحب کے ابتدائی ذوق جستجو کا انداز اور سلیقہ۔ یہی سلیقہ بالآخر ان پر اپنا جادو کر گیا۔ فسادات کی جس بھٹی سے انگارے نکل رہے تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے بھی اس میں کود گئے اور جب کودے تو یہ آگ ان کے لئے گلزار ہو گئی۔ اب ادھر ادھر دیکھا تو خود کو حضرت بانی سلسلہ کی جماعت میں پایا۔

ظاہر ہے جب یہ خبر .مفہ کی وادی میں پہنچی تو مخالفت کا ایک ایسا طوفان اٹھا کہ ان کے لئے واپس اپنے گاؤں میں جانا مشکل ہو گیا۔ ان حالات میں تلاش معاش اور نئی زندگی شروع کرنے کے لئے انہوں نے کراچی کا سفر اختیار کیا۔ سید سخاوت شاہ صاحب کی اپنے گھر میں بھی اسی شدت کے ساتھ مخالفت ہوئی جس طرح گاؤں میں ہوئی۔ سبھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے بلکہ قتل کے درپے ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ان کی شادی ہوئی تو میں پشاور میں تھا۔ مجھے خاص طور پر دعوت بھجوائی اس وقت ان کے گھر کے افراد نے کسی حد تک تعاون کیا اور شادی کی تقریب .مفہ میں ہی ہوئی۔ میں جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ شادی کی تقریب میں شامل ہونے والے سبھی لوگ حفاظتی انتظامات سے لیس ہو کر آئے ہوئے تھے۔

سید سخاوت شاہ صاحب جب پشاور سے کراچی آئے تو اس شہر میں اجنبی تھے۔ پھر جماعت میں بھی اجنبی تھے لیکن اس ہونہار نوجوان نے بہت جلد اس اجنبیت کو ختم کر دیا جماعت کے ساتھ تعلق کو قائم کیا۔ جماعت کے کارکنان کے ساتھ رابطہ ہوا۔ اس رابطہ کے حوالہ سے وہ مجھ سے بھی روشناس ہوئے۔ اور ایسے روشناس ہوئے کہ وہ دل میں بس گئے۔ ساتھ مل کر جماعتی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہمیں اخلاص، قربانی، علمیت، نیکی، تقوی اور انتظام میں بہت پیچھے چھوڑ گئے۔ اس طرح وہ سکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر اپنی صلاحیتوں کو سامنے لانے کا موجب ہوئے۔ انہوں نے کراچی کے علمی حلقوں میں جا کر اصلاح وارشاد کے ذرائع تلاش کئے۔ بڑے بڑے اجتماعات کئے۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کئے غرضیکہ ایک کامیاب داعی الی اللہ بن گئے۔

شدید مخالفت کے دور میں احمدیت قبول کرنے والا یہ نوجوان جماعت میں اپنا تن من دھن لیکر مدغم ہو گیا۔ مالی قربانی کا معاملہ ہو، اشیاء کی قربانی، وقت کی قربانی، جان کی قربانی غرضیکہ ہر قربانی کے لئے ہمہ تن آمادہ شخصیت تھے۔

شروع شروع میں کراچی میں روزگار کا معاملہ ان کے لئے کافی پریشانی کا موجب بھی رہا۔ لیکن انہوں نے اپنے وقت کی قدر کی۔ اور تعلیم کو آگے بڑھایا اور قانون کی ڈگری حاصل کر لی اور ایڈووکیٹ کی حیثیت سے میدان میں نکل آئے۔ ابتدائی ایام میں جب کہ ابھی اس پیشہ میں قدم پختہ نہیں ہوئے تھے۔ گزشتہ روزگار کی بچی کچھی پونجی ختم تھی۔ انہوں نے واقعہ سنایا کہ صبح جب گھر سے نکلا تو بچوں نے شام تک کچھ لانے کی یاد دہانی کروا دی۔ اس خیال سے اپنے بنک سے معلوم کیا کہ وہاں کچھ باقی بھی ہے یا نہیں ہزار روپیہ کے اندر اندر کچھ رقم پڑی تھی۔ گھر جانے سے پہلے حسب معمول احمدیہ ہال سے گزرے تو وہاں سکرٹری مال کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا باتوں باتوں میں وصیت کے چندہ کا حساب معلوم کر لیا پتہ چلا کہ کم و بیش اتنی ہی رقم واجب الادا ہے جتنی ابھی ابھی بنک سے معلوم کر کے آئے تھے۔ اسی وقت جیب سے بنک بک نکالی اور وصیت کا پورا چندہ ادا کر دیا واپس جب گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے یہ ماجرا کہہ دیا۔ وہ بھی صابرہ تھیں خاموش رہیں کہ چلو اچھا ہوا۔ سخاوت شاہ صاحب نے بتایا کہ اگلے روز ہی یا ایک دو روز میں ایک بڑی پارٹی سے ان کا معاہدہ ہو گیا۔ جس کا معاوضہ ہزاروں روپیہ کا تھا اور ایک کثیر رقم انہوں نے نقد بھی ادا کر دی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توکل کا پھل عطا کیا۔

سید سخاوت شاہ صاحب کو مطالعہ کا بہت شوق تھا اور اپنے اس شوق کو کتب خرید کر پورا کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس ان کی ذاتی لائبریری جس میں کثیر تعداد میں نایاب کتب موجود تھیں زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے اور یہ ان کے شوق کا حصہ تھا۔

سید سخاوت شاہ صاحب کی شخصیت میں دینداری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ فراست رکھتے تھے۔ علم دوست تھے۔ زندگی کا بہت قریب سے مطالعہ رکھتے تھے۔ سماجی کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے یہ ساری خوبیاں ایسی تھیں جو انہیں ایک وقت سیاست میں بھی لے گئیں۔ انہوں نے اپنی استعداد کے مطابق مرکزی قیادت کے ساتھ مل کر پاکستان کے عوام کی بھرپور خدمت کی۔ قومی وقار کو مقدم رکھا۔ جماعتی اقدار کی حفاظت کی اور اپنے اصولوں کو ٹھیس نہ لگنے دی۔ بالآخر جب ہواؤں کے رخ بدلنے لگے تو وہیں سے لوٹ آئے اور دوبارہ مڑ کر بھی نہیں دیکھا نیکی اور تقوی کو ہی شعار بنایا۔ کسی کی پرواہ نہ کی۔ کسی شخصیت سے مرعوب نہ ہوئے۔ سید سخاوت شاہ صاحب زندگی کے آخری حصہ میں جماعت کراچی کے وصایا کے نظام سے بھی وابستہ تھے۔ اس طرح وہ جماعتی خدمت پر کمربستہ رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد بھی عطا کی ہے۔ تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نیک صالح بنائے۔ سید سخاوت شاہ صاحب ۲۰۔ جنوری ۱۹۹۴ء کو کراچی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ۲۱۔جنوری ۱۹۹۴ء کو نماز جمعہ کے بعد بیت الفضل لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۵

اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس آیت کے اثر سے دل قوی ہو گیا۔ سنجر کی طرف خطاب کیا اور ایک طویل تقریر کی جو ان کے مکاتبات میں درج ہے گفتگو کے خاتمہ پر کہا۔ میری نسبت جو مشہور کیا جاتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ پر طعن کئے ہیں۔ محض غلط ہے امام ابو حنیفہؒ کی نسبت میرا وہی اعتقاد ہے جو میں نے کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے میں ان کو فن فقہ میں انتخاب روزگار خیال کرتا ہوں۔

سنجر پر امام صاحب کی تقریر کا اثر

امام صاحب کی تقریر سن کر سنجر نے کہا کہ آج خراسان کے تمام علماء جمع ہوتے تو سب لوگ آپ کے کلام سے مستفید ہوتے۔ تاہم یہ حالات آپ اپنے ہاتھ سے قلمبند کیجئے تاکہ تمام ممالک میں مشتہر کئے جائیں۔ جس سے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ میرا اعتقاد علماء کی نسبت کیسا ہے۔ آپ کو درس کی خدمت ضرور قبول کرنی ہو گی۔ فخر الملک جس نے آپ کو نیشاپور کے قیام پر مجبور کیا تھا۔ میرا ادنی خادم تھا میں حکم دوں گا کہ تمام علماء سال میں ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنی مشکلات آپ سے حل کریں۔ دربار شاہی سے اٹھ کر امام صاحب شہر طوس میں آئے۔ تمام شہر استقبال کو نکلا اور لوگوں نے جشن کو عام کر کے امام صاحب پر زرو جواہر نثار کئے۔

اولاد۔ چند لڑکیاں آپ کی اولاد تھیں جن میں سے ایک کا نام ست المنی تھا۔ شیخ مجد الدین چھٹی پشت میں ست المنی کی اولاد میں سے تھے اور ۱۰۷ھ میں موجود تھے۔

تلامذہ امام صاحب کے شاگرد نہایت

کثرت سے تھے کبھی کسی زمانہ میں شاگردوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہیں رہی خود امام صاحب نے ایک خط میں ایک ہزار تعداد بیان کی ہے ان میں سے بعض بڑے نامور افراد گذرے ہیں۔ محمد بن تومرت جس نے سپین میں خاندان تاشقین کو مٹا کر ایک نہایت عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی امام صاحب ہی کا شاگرد تھا۔ علامہ ابو بکر عربی جو علمائے اندلس میں شہرت عام رکھتے ہیں امام صاحب ہی کے شاگرد تھے۔

تصنیفات تصنیفات کے لحاظ سے امام صاحب کی حالت نہایت حیرت انگیز ہے تقریباً ۲۰ برس کی عمر میں تصنیفات کا مشغلہ شروع ہوا۔ دس گیارہ برس صحرانوردی اور بادیہ پیمائی میں گذرے۔ درس و تدریس کا شغل ہمیشہ قائم رہا۔ فقر و تصوف کے مشغلے جدا اور دور دور سے جو فتاوے آتے تھے ان کا جواب لکھنا الگ بایں ہمہ سینکڑوں کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بعض کئی کئی جلدوں میں ہیں اور گوناگوں مضامین پر مشتمل ہیں اور جو تصنیف ہے اپنے باب میں بے نظیر ہے۔ سچ ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

وفات امام صاحب نے ۱۴۔ جمادی الآخر ۵۰۵ھ میں بمقام طابران انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے ۵۴۔۵۵ برس عمر پائی ابن جوزی نے ان کے مرنے کا قصہ ان کے بھائی احمد غزالی کی روایت سے حسب ذیل بیان کیا ہے۔ پیر کے دن امام صاحب صبح کے وقت بستر خواب سے اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی پھر کفن منگوایا۔ آنکھوں سے لگا کر کہا۔ آقا کا حکم سر آنکھوں پر۔ یہ کہہ کر پاؤں پھیلا دئے لوگوں نے دیکھا تو دم نہ تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

گمشدہ سونے کا لاکٹ

○ عید الفطر کے دن ایک عدد سونے کا لاکٹ بیت الاقصیٰ سے دار الیمن کے راستہ میں گم ہو گیا ہے۔ جس کسی کو ملے براہ کرم دفتر الفضل میں پہنچادیں۔

ہر قسم کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 649

بین المملکتی - حالات - واقعات - شخصیات -

فرقہ واریت کا زہر ختم کرنے کی یقین دہانی

○ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی نے کہا ہے کہ فرقہ واریت کا زہر ختم کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بھرپور کردار ادا کرے گی اس مقصد کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو نمائندگی دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال کے آخر تک تمام قوانین کو اسلامی بنانے کے لئے کونسل اپنی رپورٹ پیش کردے گی اس سے فرقہ واریت کے زہر کو ختم کرنے میں مدد ملے گی مولانا نے کہا کہ فرقہ واریت کا زہر ضیاء الحق کے دور میں پھیلا تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ہر اصول کو پامال کیا جمہوری قدروں اور اداروں کو تباہ کیا اور قوم کو سیاسی اور مذہبی گروہوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا سندھ میں بدترین فسادات انہی کے دور میں ہوئے اور علاقائی نسلی بنیادوں پر کئی سیاسی تنظیمیں قومی سیاست میں انتشار کا باعث بنیں۔ مولانا کوثر نیازی نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی سنبھالنے کے بعد بڑے فعال انداز میں کونسل کی سرگرمیوں کو منظم کیا ہے اور تمام طبقہ فکر کے علماء سے رابطے کرنے اور انہیں کونسل میں بھرپور نمائندگی دینے کے بعد جس انداز میں کام کا آغاز کیا ہے اس سے یہ توقع رکھنا کہ نہ صرف مدت موعودہ کے اندر قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام مکمل کر لیا جائے گا بلکہ قوم کو فرقہ واریت کے زہر سے نجات دلانے میں بھی کونسل اہم کردار ادا کرے گی۔ عین ممکنات میں سے ہے مولانا کوثر نیازی کو تمام مذہبی مکاتب فکر احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور امید کی جاسکتی ہے کہ کونسل کی سرگرمیاں ملک و قوم کے لئے امید افزا ثابت ہونگی اور یہ ادارہ اپنے قیام کے مقاصد کے حصول میں قوم کے سامنے سرخرو ہوگا۔

جنیوا ریزولیوشن

گذشتہ روز وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے اس خیال کو مسترد کر دیا کہ جنیوا میں پاکستان کی وزارت خارجہ کو سفارتی شکست ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ پاکستان کو اس موقعہ پر ایک بہت اچھا پیکیج مل گیا ہے۔ پاکستان نے کشمیر کی پوزیشن کو ساری دنیا پر واضح کر دیا ہے اور اس وضاحت کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ بھارت کو ایک کونے میں دھکیل دیا گیا ہے۔

آپ اخبار نویسوں سے اس وقت بات کر رہے تھے جب کہ کراچی ایرپورٹ پر آپ صومالیہ جانے کے لئے تیار تھے۔ آپ نے کہا کہ جنیوا میں جو کچھ ہوا ہے میں اس سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ اور جو لوگ اس معاملے پر تنقید کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے ریزولیوشن کو موخر کیوں کیا ہے۔ انہیں پورے حالات کا علم نہیں ہے وہ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ وہاں پاکستان کو سفارتی شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ اس سے پہلے کشمیر کا مسئلہ کبھی اس طرح اور اس قدر زندہ نہیں کیا گیا اور جو کامیابی وہاں حاصل ہوئی ہے اس کا سہرا وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے سر ہے۔ ہم نے کشمیر کے معاملے پر ایک نہایت مستحکم کامیابی حاصل کی ہے۔ جو مسئلہ گذشتہ تیس سال سے مردہ خانے میں پڑا ہوا تھا۔ اب اسے زندہ کر دیا گیا ہے اور دنیا دیکھے گی کہ اب بھارت کو اس سلسلے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عالمی برادری نے اب اس مسئلے کو سمجھ لیا ہے۔ اگرچہ ہمیں اپنی قرارداد کو موخر کرنا پڑا لیکن کوئی ملک اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسے کشمیر کے مسئلے سے پوری طرح آگاہی ہوئی ہے۔ جو لوگ اسے کامیابی نہیں گردانتے انہیں اس معاملے کی اہمیت کا علم نہیں ہے۔ اب مسلمان ممالک کے وفود کشمیر میں جاسکیں گے اور وہاں کے حالات کا پوری طرح جائزہ لے کر عالمی برادری کو بتاسکیں گے کہ بھارت کس طرح مظالم روا رکھ رہا ہے۔ وہاں پر آسٹریلیا نے بھی بھارت کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پوری طرح علم ہے کہ کشمیر میں کیا مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب کو اسلام آباد میں دو ماہ ہوئے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا تھا۔ اب انہیں اپنے گھر مغلپورہ لاہور لے آئے ہیں۔

○ مکرم بلال احمد شاہد صاحب کارکن الفضل بوجہ بخار فضل عمر ہسپتال میں گذشتہ تین چار روز سے داخل ہیں۔

○ محترمہ سلمیٰ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک محمد کریم صاحب اسلام آباد میں قریباً ۳۔۴ سال سے بیمار ہیں۔ ان کے بائیں بازو میں شدید درد ہوتا ہے۔ ہاتھوں میں تشنج کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اب ڈاکٹروں نے ریڑھ کی ہڈی کا اپریشن تجویز کیا ہے۔

○ محترمہ بشریٰ بشارت صاحبہ اوسلو ناروے میں دو تین ماہ سے سخت بیمار اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم رانا سلطان احمد صاحب کارکن خدام الاحمدیہ کا بیٹا عطاء الرؤف خان عمر ۱۴ سال بعارضہ یرقان گذشتہ ایک ماہ سے بیمار ہے اور صحت کافی کمزور ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترم چوہدری علی محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۵۲ گ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد مورخہ ۱۲۔ فروری ۹۴ء بمطابق یکم رمضان المبارک انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۶۷ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ اگلے روز چک نمبر ۵۲ میں مکرم حافظ حفیظ الرحمان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ سمندری نے پڑھائی اور تدفین بھی یہیں مقامی قبرستان احمدیہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

آپ مکرم یعقوب احمد صاحب معلم اصلاح وارشاد مقامی کے والد محترم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

گمشدہ پرس

○ عید کے روز ایک عدد زنانہ پرس (چمڑے کا) پیور لیدر گرے رنگ کا عید پڑھنے کے بعد گم گیا جس میں کچھ نقدی، دوپٹہ، مکان کے تمام تالوں کی چابیوں کا گچھا تھا۔ جس صاحب کو علم ہو برائے کرم صدر صاحب عمومی کے دفتر یا محمود بشیر مرزا ولد احمد بشیر مرزا دار العلوم شرقی ربوہ فون ۲۱۱۵۶۵ پر اطلاع دیں۔

خبریں

ربوہ : 17- مارچ- 1994ء
سردی ختم ہو گئی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 27 درجے سنٹی گریڈ

○ پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جدید ہتھیاروں سے لیس سفاک ہمسائیوں کے خوف میں زندہ رہنا ہمارا مقدر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پسماندگی اور قومی سلامتی کی جنگیں ماضی کے ہتھیاروں سے نہیں لڑی جاتیں۔ اسی لئے ہماری حکومت کے ایجنڈے میں ٹیکنالوجی کا حصول اولین اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سطح پر لے جانے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ بھارت سے مذاکرات کے دروازے بند کر دئے ہیں۔ ہم ایسے تعمیری مذاکرات چاہتے ہیں جس سے یہ یقین دہانی ہو کہ مسئلہ کو کارپٹ کے نیچے نہیں دبا دیا جائے گا۔

○ پاکستانی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے وائس آف جرمنی کو دئے گئے خصوصی انٹرویو میں کہا ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ سے مشورے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ معاملہ کو بین الاقوامی بنا دیا ہے۔ یہ عمل مزید آگے بڑھائیں گے ماضی میں حائل رہنے والی رکاوٹ توڑ دی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان اکیلا ہونے پر بھی کشمیر کے حق میں آواز بلند کرتا رہے گا۔ ایران اور چین ہمارے ساتھ ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

○ کراچی کے ضلع غربی میں لسانی فسادات کے دوران رینجرز کا ایک کیپٹن پولیس کا ایک ایس ایچ او اور تین کانسٹیبل اور تین مزید افراد ہلاک ہو گئے۔ علاقہ میں غیر معینہ مدت کے لئے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ عید کے روز حیدر آباد میں آدم مسجد اور دوسری کئی جگہوں پر پراسرار دھماکوں، فائرنگ اور خوفناک آتش زدگی کے نتیجہ میں ۸ افراد شدید زخمی ہو گئے جبکہ ایک کروڑ سے زائد مالیت کا سامان جل کر خاکستر ہو گیا۔

○ ایم کیو ایم رابطہ کمیٹی کے کنوینر سینیٹر اشتیاق اظہر پر عید کے روز قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ ان کی گاڑی پر آٹھ نو افراد نے فائرنگ کی۔ تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اشتیاق اظہر نے الزام لگایا ہے کہ یہ حملہ ایم کیو ایم (حقیقی) نے کروایا ہے۔

○ کوہاٹ سے اے۔ این پی کے رکن صوبائی اسمبلی سیف اللہ بنگش انتقال کر گئے۔ مرحوم پھیپھڑوں کے کینسر سے کئی ماہ سے بیمار تھے۔ ان کی وفات سے اب سرحد اسمبلی کے ۸۳ میں سے ۸۱ ارکان رہ گئے ہیں۔ ۱۲ مارچ کو نوشہرہ سے پی پی پی کے رکن سرحد اسمبلی سید عنایت علی شاہ انتقال کر گئے تھے۔

○ صدر مملکت سردار فاروق خان لغاری نے کہا ہے کہ میں اپنے منصب کے تقاضوں کے پیش نظر تمام سیاسی جماعتوں کے لئے یکساں صدر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کشمیر سمیت دوسرے اہم قومی اور ملکی امور پر ملک کی تمام سیاسی جماعتوں میں ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہئے اس لئے میں حکومت اور اپوزیشن میں مفاہمت کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہوں۔

○ پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جسٹس نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ جینوا میں قرارداد پیش کر کے پاکستان اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہے دنیا اب اس مسئلہ کو سمجھنے لگی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرحد حکومت اور اسمبلی کی معطلی آئین کے مطابق ہوئی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نے مزید ۷ کشمیریوں کو شہید کر دیا ہے۔ ایک دن پہلے ۱۳ کشمیریوں کو شہید کیا گیا تھا۔ کئی دکانوں اور مکانوں کو بھی لوٹ لیا گیا۔

○ واپڈا نے عید کے موقعہ پر دی گئی رعایت کو ختم کر کے شہروں میں ۵ گھنٹے اور دیہات میں ساڑھے چھ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کا اعلان کیا ہے۔ تاہم اس پروگرام پر دس روز کے بعد پھر نظر ثانی ہو گی۔

○ امریکہ نے پاکستان کو پیش کش کی ہے کہ اگر وہ اپنا ایٹمی پروگرام منجمد کرنے کا وعدہ کرے تو پاکستان کو ایف ۱۶ طیارے فوری طور پر دئے جائیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ج) میں دراڑیں پیدا نہیں کر سکتے۔ انہوں نے بتایا کہ پنجاب میں جلد ۵۰ ہزار گریجوایٹ اساتذہ پرائمری سکولوں کے انچارج مقرر کئے جائیں گے۔

○ پاکستان کے وزیر خارجہ آصف احمد علی نے موغادیشو میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغربی طاقتیں عالمی برادری کو نسلی بنیادوں پر تقسیم کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر ہے کہ یورپ اور ایشیا کے لئے اقوام متحدہ کے الگ الگ ادارے قائم کئے جائیں۔

○ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۲۶ مارچ سے ۷ اپریل تک ہونے والی مردم شماری ملتوی کر دی گئی ہے۔

بازیافتہ ٹکہ

○ عید الفطر کے دن بیت الاقصیٰ ربوہ سے ایک عدد سونے کا ٹکہ ملا ہے۔ جس کسی کا ہو دفتر الفضل سے رابطہ قائم کریں۔

خوشخبری

خان میڈیسن اقصیٰ چوک ربوہ پر
انٹرنیشنل ٹیلیفون بوتھ نصب ہو چکا ہے
24 گھنٹے اندرون ملک و بیرون ملک ٹیلیفون
کی سہولت موجود ہے۔

ٹیلیفون کارڈ "خان میڈیسن" اور
"پاک گولڈ سمتھ" اقصیٰ چوک سے دستیاب ہے

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش انٹینا خریدنے کے لئے
قیمت ۱۱۵۰۰/- ڈش، ۱۲ مع مکمل فٹنگ

نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱- مال روڈ- لاہور فون: ۳۵۵۴۲۲، ۷۲۲۶۵۰۸

ہاضمہ اور پیٹ کی تکالیف کا فوری علاج
DIGESTIN (TABLETS) ڈائی جسٹین

مستقل شفاء کیلئے ڈائی جسٹین کے ساتھ اونچی طاقتوں کے چار چار کیپسولز کی متعلقہ کیورز (CURES) کا استعمال بفضلہ تعالیٰ حیرت انگیز نتائج پیدا کرتا ہے۔ مثلاً پیٹ درد، گیس، ہوا، قبض اور بواسیر والے مریض کو ڈائی جسٹین کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل کیورز اکٹھی استعمال کرانے سے بفضلہ تعالیٰ جلد شفاء ہوگی

پیٹ درد کیور 20/- COLIC CURE گیس کیور 20/- FLATULENCE CURE

قبض کیور 20/- CONSTIPATION CURE بواسیر کیور 20/- PILES CURE

لٹریچر ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔ پاکستان کے بڑے شہروں میں سٹاکسٹ موجود ہیں

کیورٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ فون: ۷۷۱، ۷۰۶

خوشخبری
صبح 6 تا 11 بجے سروس
اب آپکے لئے ہمارے ہاں
انٹرنیشنل ڈائریکٹ ڈائلنگ
کی سہولت بھی مہیا کر دی گئی ہے۔ اب آپ بیرون ملک 1 منٹ کی کال اور فیکس کال بھی کر سکتے ہیں۔
انٹرنیشنل ڈائلنگ کیلئے نہ بکنگ کی پریشانی نہ انتظار کی زحمت، چند سیکنڈز میں اپنا مطلوبہ نمبر حاصل کیجئے
نیز ہم آپ کو آپکے گھر پر بھی یہ سہولت مہیا کر سکتے ہیں

تفصیلات کیلئے فون نمبر 212311 پر رابطہ کیجئے

منجانب
المنصور پبلک کال آفس
ریلوے روڈ دارالرحمت شرقی ربوہ

فون: 212311 گھر: 211911 فیکس: 212492

Digitized by Khilafat Library Rabwah